حکمت مودودیؒ

رواداری

اگر ایک ہی شے کو ایک شخص سیاہ کہے' دوسرا سپید' تیسرا زرد اور چوتھا سُرخ' تو ممکن ہے کہ یہ چاروں معاً سچے ہوں۔ اگر ایک ہی فعل کو ایک بُرا کہتا ہے اور دوسرا اچھا' ایک اس سے منع کرتا ہے اور دوسرا اس کا حکم دیتا ہے تو کسی طرح ممکن نہیں کہ دونوں کی رائے صحیح ہو' دونوں برحق ہوں اور دونوں امرونہی کا کھلا ہُوا اختلاف رکھنے کے باوجود اپنے حکم میں درست ہوں۔ جو شخص ایسے متضاد اقوال کی تصدیق کرتا ہے اور ایسے متضاد احکام کو برحق قرار دیتا ہے اس کا یہ فعل دو حال سے خالی نہیں ہوگا۔ یا تو وہ سب کو خوش کرنا چاہتا ہے' یا اس نے اس مسئلے پر سرے سے غور ہی نہیں کیا اور بے سوچے سمجھے رائے ظاہر کر دی۔ بہرحال دونوں صورتیں عقل اور صداقت کے خلاف ہیں' اور کسی دانش مند اور حق پسند انسان کے لیے یہ زیبا نہیں کہ کسی وجہ سے بھی مختلف الخیال لوگوں کی تصدیق کرے۔

عموماً لوگ اس غلط فہمی میں مبتلا ہیں کہ ۱۰ مختلف خیالات رکھنے والے آدمیوں کے مختلف اور متضاد خیالات کو درست قرار دینا ''رواداری'' ہے۔ حالانکہ یہ دراصل رواداری نہیں' عین منافقت ہے۔ رواداری کے معنی یہ ہیں کہ جن لوگوں کے عقائد یا اعمال ہمارے نزدیک غلط ہیں ان کو ہم برداشت کریں' ان کے جذبات کا لحاظ کر کے ان پر ایسی نکتہ چینی نہ کریں جو ان کو رنج پہنچانے والی ہو' اور انھیں ان کے اعتقاد سے پھیرنے یا ان کے عمل سے روکنے کے لیے زبردستی کا طریقہ اختیار نہ کریں۔ اس قسم کا تحمل اور اس طریقے سے لوگوں کو اعتقاد و عمل کی آزادی دینا نہ صرف ایک مستحسن فعل ہے بلکہ مختلف الخیال جماعتوں میں امن اور سلامتی کو برقرار رکھنے کے لیے ضروری ہے۔ لیکن اگر ہم خود ایک عقیدہ رکھنے کے باوجود محض دوسرے لوگوں کو خوش کرنے کے لیے ان کے مختلف عقائد کی تصدیق کریں' اور خود ایک دستور العمل کے پیرو ہوتے ہوئے دوسرے مختلف دستوروں کا اتباع کرنے والوں سے کہیں کہ آپ سب حضرات برحق ہیں' تو اس منافقانہ اظہار رائے کو کسی طرح رواداری سے تعبیر نہیں کیا جا سکتا۔ مصلحتاً سکوت اختیار کرنے اور عمداً جھوٹ بولنے میں آخر کچھ تو فرق ہونا چاہیے۔

صحیح رواداری وہ ہے جس کی تعلیم اسلام نے ہم کو دی ہے۔ ہم سے کہا گیا ہے کہ:

یہ لوگ خدا کو چھوڑ کر جن دوسرے معبودوں کو پکارتے ہیں ان کو برا نہ کہو' کیونکہ اس کے جواب میں نادانی کے ساتھ ناحق یہ خدا کو گالیاں دیں گے۔ ہم نے تو اسی طرح ہر قوم کے لیے اس کے اپنے عمل کو خوش نما بنا دیا ہے' پھر ان سب کو اپنے پروردگار کی طرف واپس جانا ہے۔ وہاں ان کا پروردگار انھیں بتادے گا کہ انھوں نے کیسے عمل کیے ہیں۔ (الانعام ۶:۱۰۹)

خدا کے نیک بندے وہ ہیں جو جھوٹ پر گواہ نہیں بنتے۔ اور جب کسی نامناسب فعل کے پاس سے گزرتے ہیں تو خودداری کے ساتھ گزر جاتے ہیں۔ (الفرقان ۲۵:۷۲)

اے محمدؐ! ان سے کہہ دو کہ اے کافرو! نہ میں ان معبودوں کو پوجتا ہوں جن کو تم پوجتے ہو اور نہ تم اس معبود کو پوجنے والے ہو جس کو میں پوجتا ہوں۔ اور آیندہ بھی نہ میں ان معبودوں کو پوجنے والا ہوں جن کو تم نے پوجا ہے اور نہ تم اس معبود کو پوجنے والے ہو جس کو میں پوجتا ہوں۔ تمھارے لیے تمھارا دین ہے اور میرے لیے میرا دین۔ (الکافرون ۱۰۹:۱-۶)

دین میں کوئی زبردستی نہیں ہے۔ (البقرہ ۲:۲۵۶)

وہ بدی کو نیکی سے دفع کرتے ہیں اور جو کچھ ہم نے رزق دیا ہے اس میں سے خرچ کرتے ہیں اور جب کوئی نامناسب بات سنتے ہیں تو اس سے درگزر کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہمارے اعمال ہمارے لیے اور تمھارے اعمال تمھارے لیے' تم کو سلام ہے۔ ہم جاہلوں سے کچھ غرض نہیں رکھتے۔ (القصص ۲۸:۵۴-۵۵)

پس تم ان کو حق کی دعوت دو اور اپنے مسلک پر جمے رہو جیسا کہ تم کو حکم دیا گیا ہے اور ان کی خواہشات کی ہرگز پیروی نہ کرو اور کہو کہ اللہ نے جو کتاب اتاری ہے اس پر میں ایمان لایا ہوں اور مجھے حکم دیا گیا ہے کہ تمھارے درمیان انصاف کروں' اللہ ہمارا بھی پروردگار ہے اور تمھارا بھی' ہمارے اعمال ہمارے لیے ہیں اور تمھارے اعمال' تمھارے لیے' ہمارے اور تمھارے درمیان کوئی حجت نہیں۔ اللہ ہم سب کو قیامت میں جمع کرے گا اور اسی کی طرف واپس جانا ہے۔ (الشوریٰ ۴۲:۱۵)

اپنے رب کے راستے کی طرف حکمت اور عمدہ پند ونصیحت کے ساتھ بلاؤ اور ان کے ساتھ اچھے طریقے سے مباحثہ کرو۔ (النحل ۱۶:۱۲۵)

یہی وہ رواداری ہے جو ایک حق پرست' صداقت پسند اور سلیم الطبع انسان اختیار کرسکتا ہے۔ وہ جس مسلک کو صحیح سمجھتا ہے۔ اس پر سختی کے ساتھ قائم رہے گا' اپنے عقیدے کا صاف صاف اظہار واعلان کرے گا' دوسروں کو اس عقیدے کی طرف دعوت بھی دے گا' مگر کسی کی دل آزاری نہ کرے گا' کسی سے بدکلامی نہ کرے

گا' کسی کے معتقدات پر حملہ نہ کرے گا' کسی کی عبادات اور اعمال میں مزاحمت نہ کرے گا' کسی کو زبردستی اپنے مسلک پر لانے کی کوشش نہ کرے گا۔ باقی رہا حق کو حق جانتے ہوئے حق نہ کہنا' یا باطل کو باطل سمجھتے ہوئے حق کہہ دینا' تو یہ ہرگز کسی سچے انسان کا فعل نہیں ہو سکتا۔ اور خصوصاً لوگوں کو خوش کرنے کے لیے ایسا کرنا تو نہایت مکروہ قسم کی خوشامد ہے۔ ایسی خوشامد نہ صرف اخلاقی حیثیت سے ذلیل ہے بلکہ اس مقصد میں بھی کامیاب نہیں ہوتی جس کے لیے انسان اپنے آپ کو اس پست منزل تک گراتا ہے۔ قرآن کا صاف اور سچا فیصلہ ہے کہ:

یہود اور نصاریٰ تجھ سے ہرگز راضی نہ ہوں گے جب تک کہ تو ان کی ملّت کا پیرو نہ بن جائے گا۔ صاف کہہ دے کہ اللہ کا راستہ ہی سیدھا راستہ ہے' ورنہ اگر تو نے اس علم کے بعد جو تیرے پاس آیا ہے ان کی خواہشات کی پیروی کی تو کوئی حامی و مددگار تجھ کو خدا سے بچانے والا نہ ہوگا۔ (البقرہ ۲:۱۲۰)

---ہمیں تو اپنے تمام انسانی بھائیوں سے یہ کہنا چاہیے کہ' دوستو! براہِ کرم تعصب اور تنگ نظری کو چھوڑ دو اور حق و باطل کی آمیزشوں پر جمے رہنے کے بجائے اس چیز کو قبول کرو جو خالص اور بے آمیز حق ہے۔ حق کسی نسل یا قوم یا ملک کی موروثی جایداد نہیں ہے بلکہ تمام انسانیت کی مشترک میراث ہے۔ یہ میراث خداوند عالم کی طرف سے سب ملکوں اور قوموں اور نسلوں کو بانٹی گئی تھی۔ دوسروں نے اسے اگر گم کر دیا اور اس کے ساتھ مخلوقات پرستی کے' ظلم و ناانصافی کے اور بے جا امتیازات کے زہر ملا لیے تو یہ ایک بدقسمتی تھی' ہماری اور تمھاری سب کی بدقسمتی تھی' کوئی وجہ نہیں کہ تم اس بدقسمتی کے ساتھ خواہ مخواہ چمٹے رہو صرف اس وجہ سے کہ تمھارے آباواجداد اس غلطی کے مرتکب ہو گئے تھے۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اگر اس میراث کو پا کر جوں کا توں پہنچا دیا اور اس کے اندر کسی مخلوق پرستی کا' کسی ظالمانہ اور غیر منصفانہ رسم و رواج کا اور کسی قسم کے بے جا امتیازات کا زہر شامل نہ ہو سکا' تو یہ ایک خوش قسمتی ہے' ہماری اور تمھاری اور سب نوع انسانی کی خوش قسمتی ہے' اس کا شکر ادا کرو اور اس سے فائدہ اٹھانے میں صرف اس لیے تامّل نہ کرو کہ خدا کی یہ نعمت ایک عرب کے ذریعے سے تمھیں مل رہی ہے۔ حق تو اسی طرح کی عالم گیر نعمتوں میں سے ایک نعمت ہے جس طرح ہوا' پانی اور روشنی اس کی عالم گیر نعمتیں ہیں۔ پھر اگر ہوا سے تم محض اس لیے ناک بند نہیں کر لیتے ہو کہ وہ مشرق سے آرہی ہے' پانی کو تم اپنے حلق سے اتارنے میں صرف اس بنا پر تامّل نہیں کرتے کہ اس کا چشمہ فلاں سرزمین میں واقع ہے' اور روشنی سے فائدہ اٹھانے میں تم کو صرف اس وجہ سے کوئی تامّل نہیں ہوتا ہے کہ وہ فلاں شخص کے چراغ سے نکل رہی ہے' تو آخر کیا وجہ ہے کہ خالص حق کی جو نعمت تم کو محمد عربی کے ذریعے سے مل رہی ہے' اس کو لینے میں تم صرف اس لیے تامّل کرو کہ اس کا پیش کرنے والا تمھاری سرزمین میں پیدا نہیں ہوا ہے۔

(ترجمان القرآن' صفر ۱۳۵۳ھ' جون ۱۹۳۴ء)